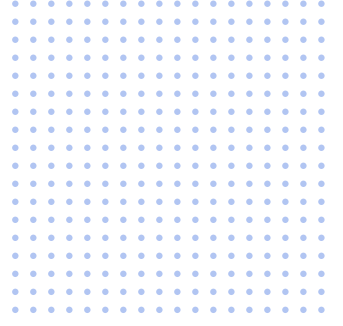




FOR CBSE CLASS 12 PREPARATION

CBSE Class 12 Sample Paper 2027 Solution (Marking Scheme) for Urdu Elective

EXAM

CBSE Class 12

YEAR

2027

TYPE

Solutions

SUBJECT

Urdu

Marking Scheme 2026-2027

Subject Urdu Elective

Code 003

Class XII

Time: 3 Hours

Maximum Marks: 80

Section A (حصہ الف)

(5x1=5)

جواب نمبر 1۔

(i) (b) جنگلوں کی کٹائی

(ii) (a) فاسد مادے

(iii) (c) کیڑے مکوڑے

(iv) (b) خوردنی اشیا

(v) ماحولیات کا تحفظ

(5x1=5)

جواب نمبر 2۔ (a)

(i) (d) خاکہ

(ii) (b) احمد جمال پاشا

(iii) (c) تنقید

(iv) (b) نقل

(v) (c) جس میں ان کی پیروڈی لکھی تھی

یا

(b)

(i) (c) انشائیہ

(ii) (b) حملہ

(iii) (c) خواجہ حسن نظامی

(iv) (a) دشمن

(v) (a) مچھر کو ہرانا آسان نہیں

جواب نمبر 3- (i) مختلف ماہرین نے افسانے کی جو تعریفیں کی ہیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ افسانہ بیانیہ تخلیقی تحریر ہے۔ (1x5=5)

افسانے میں کسی ایک کردار یا کرداروں کے ایک مخصوص گروہ کے نقوش یا ذہنی کشمکش کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ افسانے میں واقعات کی تفصیل، کرداروں کی گفتگو اور منظر و ماحول کی پیشکش بہت نپلی ہوتی ہے۔

افسانے کے لئے پلاٹ، کردار اور زمان و مکان لازمی اجزاء کی حیثیت رکھتے ہیں۔ افسانے کی کامیابی کے لئے افسانہ نگار کے نقطہ نظر کو بھی بہت اہم مانا جاتا ہے۔ افسانہ نگار کے اسلوب میں رمز، کنایہ اور تاثیر کو بھی ضروری سمجھا جاتا ہے۔

(ii) شامل نصاب خط کی روشنی میں مرزا غالب کے خطوط کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

مرزا غالب نے مراسلے کو مکالمہ بنا دیا۔ لمبے چوڑے القاب و آداب کے استعمال کو ترک کیا۔ غالب کے خطوط تاریخی دستاویزات ہیں۔ اس کے علاوہ واقعہ نگاری، منظر نگاری، جذبات نگاری، سادگی، صداقت، شوخی و ظرافت، طنز و مزاح اور بے تکلفی۔

جواب نمبر 4- (i) احمد جمال پاشا کے مطابق کلیم الدین احمد ایک صاف گو، اصول پسند، دیانت دار اور سنجیدہ نقاد تھے۔ وہ حق بات کہنے سے

(2x2+5=5) نہیں جھجھکتے تھے اور کسی کی خوشامد یا ناراضی کی پروا نہیں کرتے تھے۔ ان کی شخصیت میں وقار، تہذیب، علمیت اور سنجیدگی نمایاں تھی۔ نجی زندگی میں، نرم دل، بااخلاق اور انتہائی وضع دار شخص۔

(ii) پنجاب میں کسی اسکول یا کالج میں کوئی ہال دینے کے لیے راضی نہ ہوا۔ پنجاب کسان کانفرنس کے پنڈال میں جب کوئی سیشن

ان کا نہ ہوتا تو کانفرنس کا اجلاس کیا جاتا۔ پھٹا شامیانہ کرسیاں نہیں، میلی کچلی دریوں پر بیٹھنا پڑا۔

(iii) قرآن حفظ کرنا، اردو اور فارسی کی تھوڑی شد بدلتا کہ امامت کا پیشہ اختیار کیا جاسکے۔ تعلیم کا نقصان نہ ہو اس لیے والدہ کے

ساتھ نہیں بھیجتے تھے۔

(iv) والرس کی مونچھوں والا فوٹو گرافر خاموش ٹین کی کرسی پر بیٹھا رہتا ہے۔ سیاحوں کی ہنستی کھیلاتی تصویریں کھینچتا اور بیچتا ہے۔ خاموش تماشائی بناسب کو سیکھتا ہے۔ اس کا کیمرہ تمام لمحوں کو اپنے لینس میں قید کرتا ہے۔ وہ قصبے کا باشندہ اس لیے کہیں اور نہیں جاتا۔ فوٹو گرافر ایک شخص کے بجائے ذہن ہے جو سارے بھید جانتا ہے۔ اس کی نظر حالات، واقعات اور افراد کے ذہن کی گہرائیوں تک پہنچ جاتی ہے۔

(5x1=5)

جواب نمبر 5- (a)

(i) (b) جینے کی

(ii) (c) بھیانک

(iii) (b) صحرائی خاموشی

(iv) (c) پانی کا

(v) (a) محبوب کی صورت نے

(5x1=5)

جواب نمبر 6- (a)

(i) (c) غزل

(ii) (a) حالی

(iii) (a) دلچسپی

(iv) (b) دنیا

(v) (c) بات

یا

(b)

(i) (b) روح ارضی آدم کا استقبال کرتی ہے

(ii) (d) علامہ اقبال

(iii) (b) انسان کے

(vi) (b) فلک

(v) (c) اعمال

جواب نمبر 7- (i) معین احسن جذبی مبارک پور، اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ایم۔ اے پل کرنے کے بعد ملازمت کی غرض سے مختلف (1x5=5)

(i) شہروں میں قیام کیا۔ اردو کے استاد کی حیثیت سے شعبہ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے وابستہ ہوئے اور وہیں انتقال ہوا۔ شاعری کا شوق بچپن سے تھا۔ ابتدائی دور میں تخلص "ملال" تھا بعد میں "جذبی" اختیار کیا۔ انہیں اقبال سمان اور غالب ایوارڈ پیش کیا گیا۔ جذبی ترقی پسند تحریک کے اہم غزل گو میں شمار کئے جاتے ہیں۔ انہوں نے نظمیں بھی کہی ہیں لیکن ان کا اسیاد غزل کی صنف میں قائم ہوا۔

(ii) غزل کی خصوصیات: ان کی غزلوں میں دھیمپا پن ہے۔ مگر پُر اثر ہے۔ ان کا جادو ذرا دیر سے چڑھتا ہے مگر جب چڑھتا ہے تو پھر منہ سے بولتا ہے۔ ان کی آواز میں نغمگی ہے، ترنم اور درد و کسک ہے۔ انداز بیان میں سنجیدگی، وزن اور وقار ہے۔ وہ فنکارانہ انداز سے اپنی بات اس طرح کہتے ہیں کہ سیدھی دل میں اتر جاتی ہے۔ فکر و نظر کی گہرائی، زبان و بیان کی فنکاری نے ان کی غزلوں میں چار چاند لگا دیا ہے۔

شعری مجموعے: فروزاں، سخن مختصر، گداز شب۔

غزل کے لغوی معنی "عورتوں سے باتیں کرنا یا عورتوں کی باتیں کرنا" ہے۔ عربی شعرا جب اپنی معشوقاؤں کا سراپا یا ان کے حسن کی تعریف کرتے یا ان سے محبت کا اظہار کرتے تو اس عمل کو "تغزل" اور ایسے اشعار کو "غزل" کہتے تھے۔ عربی سے غزل فارسی میں آئی، فارسی ادب سے غزل اردو میں آئی اور یہ اردو کی سب سے مقبول صنف سخن ہے۔ فارسی غزل کی طرح اردو غزل میں بھی مضامین و موضوعات کی کوئی قید نہیں ہے۔ غزل کا شعر مکمل اکائی ہوتا ہے اور اس کے اندر اشاروں اور کنایوں میں بات کرنے کی خوب گنجائش ہوتی ہے۔

غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے جس کی دونوں مصرعے ہم ردیف و ہم قافیہ ہوتے ہیں اور اس کا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص بیان کرتا ہے۔

جواب نمبر 8-

(2x2+5=5)

(i) شاعر یہ بتانا چاہتا ہے کہ انسان زندگی کے تجربات، مشکلات، اور نئی راہوں سے خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے۔ وہ خطرات مول نہیں لیتا اور نہ ہی تدگی کے حقیقی معنی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ شاعر کے مطابق تدگی کا حسن اسی میں ہے کہ انسان ہمت کرے، آگے بڑھے اور مشکلات کا سامنا کرے۔

(ii) زمین میں بہت قابل، باکمال، ذہین، صاحب دل، طاقت ور اور دولت مند لوگ دفن ہیں۔

(iii) رستے میں ڈیرے جمالینے کا مطلب ہے اپنی شکست کا اعتراف کر لینا۔ ہر انسان اپنی زندگی کا کوئی نہ کوئی مقصد طے کرتا ہے اور مستقبل میں کسی منزل تک پہنچنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں کہ ہر انسان اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے۔

(vi) افسردہ ستاروں میں نالہ صبح ہونے کا مطلب ہے رات کا آخری وقت ہے صبح ہونے کو ہے ایسے میں کوئی عاشق نامراد شب بھر میں آہ و فغاں میں مصروف ہے۔ وہ روتے روتے تھک جاتا ہے، اس میں قوت باقی نہیں رہتی اور صبح ہوتے ہی ستاروں کی رشتی کم ہو جاتی ہے اسی لیے شاعر نے افسردہ ستاروں میں نالہ صبح کا تعلق قائم کیا ہے۔

جواب نمبر 9۔ نرمل وراہندی زبان کے منفرد فکشن نگار ہیں۔ 3/ اپریل 1929ء کو شملہ میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم وہیں پائی۔ اس کے بعد (1x4=4) دہلی آگئے جہاں دہلی یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم۔ اے کیا۔ کچھ عرصے تک تدریس کا کام بھی کیا۔ اس کے بعد چیکو سلواکیہ چلے گئے اور سات سال تک وہیں رہے، اس دوران میں کئی چیک شاہکاروں کے ہندی ترجمے کئے۔ اپنے قیام یورپ کے دوران انہوں نے "ٹائمس آف انڈیا" کے لئے وہاں کے تہذیبی، ثقافتی اور سیاسی و سماجی مسائل پر کئی فکر انگیز مضامین اور رپورٹاژ بھی لکھے۔ وہ ایک مثالی تخلیق کار ہیں۔ انہوں نے افسانے، ناول، ڈرامے، سفرنامہ اور ڈائری غرض کہ کئی صنفوں میں اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا۔ "پرندے" ان کے افسانے کا پہلا مجموعہ ہے۔

نرمل وراہان کی ادبی خدمات پر مختلف اداروں کی طرف سے متعدد انعامات و اعزازات سے نوازا جا چکا ہے۔ جن میں ساہتیہ اکیڈمی ایوارڈ، سادھنا سامان، رام منوہر لوہیا سامان، مورتی دیوی ایوارڈ قابل ذکر ہیں۔ 2001ء میں حکومت ہند نے انہیں پدم بھوشن کے اعزاز سے سرفراز کیا۔ ان کا انتقال دہلی میں ہوا۔

یا

چے خف افسانہ نویسی میں ایک نئے اور نرالی طرز کے موجد مانے جاتے ہیں۔ عام طور سے ان کا موازنہ متوسط طبقے کے ہم خیال لوگوں سے تھا۔ ان کے افسانوں میں زیادہ تر زندگی کے نقشے کھینچے گئے ہیں۔ کہانی کو معنی خیز بنانے کے لیے غیر معمولی حادثوں کا سہارا نہیں ڈھونڈتے۔ ان کے افسانے سیدھی سادی حقیقت کی یہ دولت لطیف اور دلکش ہو جاتی ہے۔ ان کے اکثر افسانوں اور ڈراموں کا کئی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا تھا۔ اردو زبان میں بھی ان کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ چے خف کا شمار افسانے کی صنف کے سب سے ممتاز نمائندوں میں کیا جاتا ہے۔ اس نے اس فن میں عالم گیر شہرت حاصل کی ہے۔ مشرق و مغرب کی زبانوں کے کئی ادیب چے خف کے اسلوب کی تقلید کرتے ہیں اور چے خف کے افسانوں سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔

جواب نمبر 10۔

(2x3=6)

- (i) جنرل بری ژالوف: ایک اعلا افسر۔ جو چیر ویا کوف کے چھینکنے کو اتنی اہمیت تو نہیں دیتا مگر بار بار معافی مانگنے ہر اسے معاف بھی نہیں کرتا، سخت دل اور ایک وقت آتا ہے کہ چیر ویا کوف کو جھنجھلا کر بھگا دیتا ہے۔
- (ii) چیر ویا کوف: ایک بااخلاق اور نرم دل انسان۔ احساس شرمندگی کا شکار، ہر حال میں بری ژالوف سے معافی مانگنا چاہتا ہے مگر معافی نہ ملنے پر وہ مزید پریشان ہوتا رہتا ہے۔
- (iii) مسافر اپنے گرد و پیش اور لوگوں کے ہجوم کے درمیان رہتے ہوئے بھی خود کو بالکل تنہا اور کٹا ہوا محسوس کرتا ہے۔ ایک نامعلوم شہر میں وہ اپنے وجود اور ماحول کے درمیان گہری خلیج کا مشاہدہ کرتا ہے۔
- (vi) افسانہ جنم دن کا مصنف معاشی تنگدستی کی وجہ سے پریشان تھا۔ اس کے پاس اتنے پیسے بھی نہیں تھے کہ وہ ایک کپ چائے پی سکے۔

Section B (حصہ ب)

جواب نمبر 11۔

(3x5=15)

- (i) فورٹ ولیم کالج اور میرامن۔ ایک نوٹ: فورٹ ولیم کالج (کلکتہ) 1800ء میں قائم ہوا اور اردو نثر کی ترقی میں اس ادارے نے بنیادی کردار ادا کیا۔ کالج میں ہندوستانی زبانوں کی باقاعدہ تعلیم و تدریس کا آغاز ہوا مختلف زبانوں کی کتابوں کا ترجمہ کیا گیا اور نئے اسلوب نثر کو فروغ ملا۔
- اردو نثر کو سادگی، روانی اور عام فہم انداز دینے میں میرامن دہلوی کا حصہ نہایت اہم ہے۔ انہوں نے کالج کے لیے اپنی مشہور تصنیف "باغ و بہار" لکھی، جو اردو نثر کا سنگ میل سمجھی جاتی ہے میرامن نے دہلی کی خالص زبان، محاوروں اور روزمرہ کے استعمال کو بنیاد بنا کر ایک ایسا اسلوب اختراع کیا جو بعد میں جدید اردو نثر کی بنیاد ثابت ہوا۔
- (ii) اردو ادب میں ترقی پسند تحریک کی اہمیت: ترقی پسند تحریک نے ادب کو محض تفریح یا لفظی کھیل سے نکال کر، زندگی، انسانی مسائل اور سماجی حقیقتوں سے جوڑا۔ اس تحریک نے ادیب کو ذمہ دار بنایا کہ وہ ظلم، استحصا، غربت، جہالت، اصناف کلیہ کی محرومی، طبقاتی تفاوت اور نا انصافی جیسے موضوعات کو اپنے فن میں جگہ دے۔ ترقی پسند ادیبوں نے ادب کو انسان دوستی، مساوات، حریت فکر، معاشرتی انصاف اور حقیقت نگاری کا پیغام دینے کا موثر ذریعہ بنایا۔

اس کے ذریعے ادب میں مصنوعی رومان، لفاظی اور غیر حقیقی موضوعات کی جگہ زمین سے جڑے ہوئے کردار، مزدور، کسان، عورت اور دبے ہوئے طبقے نمایاں ہوئے۔ ترقی پسند تحریک نے زبان کو سادہ، موثر اور عام فہم بنایا تاکہ پیغام عام لوگوں تک پہنچ سکے۔ یوں

ترقی پسند ادب نے معاشرے میں بیداری، شعور، انقلاب فکر، اور سماجی تبدیلی کے عمل کو مضبوط کیا اور ادب کو ایک فعال سماجی قوت کی حیثیت دی۔

(iii) رسالہ "تہذیب الاخلاق" کی اہمیت: سرسید احمد خان نے 1870ء میں رسالہ تہذیب الاخلاق جاری کیا جو سرسید تحریک کا مرکزی اور سب سے مؤثر ذریعہ ثابت ہوا۔ اس رسالے کا مقصد برصغیر کے مسلمانوں میں تعلیم، تہذیب، سماجی اصلاح اور جدید فکری شعور پیدا کرنا تھا۔ اس کے ذریعے سرسید نے مسلمانوں کو تعصب، جہالت اور قدامت پرستی سے نکال کر علم، عقل، سائنسی سوچ، اخلاقی تربیت اور قومی بیداری کی طرف مائل کیا۔

تہذیب الاخلاق نے نئی نسل میں انگریزی تعلیم کی اہمیت، خواتین کی تعلیم، سماجی برائیوں کے خاتمے، آپسی اتحاد، اور مذہبی رواداری جیسے موضوعات کو فروغ دیا۔ اس رسالے نے مسلمانوں میں ایک ایسی فکری فضا پیدا کی جس سے آگے چل کر جدید اردو نثر، صحافت اور اصلاحی ادب کو زبردست ترقی ملی۔

(vi) اردو زبان کے آغاز کے مختلف نظریات میں سے تین نظریات: محمود شیرانی نے اپنی کتاب "پنجاب میں اردو" میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اردو کی داغ بیل پنجاب کے علاقے میں پڑی ہے مسعود حسین خان نے سرزمین دہلی اور اس کے گرد و نواح کو اردو کی جائے پیدائش قرار دیا ہے۔ ڈاکٹر گیان چند جین نے کھڑی بولی کو اردو کی اصل قرار دیا ہے۔ دبستان دہلی و دبستان لکھنؤ کے امتیازات:

(v) دبستان دہلی کے امتیازات: دہلی کی شاعری میں جذبہ داخلی نوعیت کا اور عشق کا تصور اعلیٰ و ارفع ہے۔ تصوف نے دہلی کی شاعری میں عمودی جہت پیدا کی۔ چنانچہ دہلی کا شاعر اس شمع کی طرح تھا جو آہستہ آہستہ جلتی اور اپنے آنسوؤں میں نہاتی ہے۔ تغزل میں مضامین عشق کو اہمیت حاصل ہے لیکن زیادہ جلوے حقیقت کے ہیں جو روح کو جھنجھوڑ ڈالتے ہیں۔ دہلی کی سادہ زبان داخلی طور پر توانا اور جذبے کے تحرک سے آشنا ہے۔ اس کی سادگی میں جاذبیت اور صفائی میں روانی ہے۔ دبستان دہلی کے شعرا کے یہاں جذبات حقیقی ہوتے ہیں اس لیے سوز و گداز کافی ہوتا ہے۔ دبستان دہلی کے شعرا کے یہاں وصال سے زیادہ ہجر کی طلب نظر آتی ہے۔

دبستان لکھنؤ کے امتیازات: لکھنؤ میں ایسا ادب پروان چڑھا جس میں تازہ اور جوان جسم کی دل کشی، رعنائی اور جنسی کشش کو اہمیت حاصل تھی۔ شعرا تہذیب کے حقائق اور مسائل کو نظر انداز کر کے لفظوں کو اس طرح آراستہ کرتے کہ کیف و نشاط کی بارش ہونے لگتی۔ غزل کے ساتھ ساتھ مثنوی، قصیدہ، ہجو، ریختی، واسوخت، ڈراما اور داستان کو فروغ حاصل ہوا۔ شاہان اودھ کے مذہبی معتقدات کے مطابق مرثیہ کو عروج حاصل ہوا۔ گرد و پیش میں پھیلی ہوئی دنیا پورے حسن و جمال کے ساتھ ادب و شعر میں جلوہ گر ہونے لگی لیکن اندر کی کائنات سے روشنی کا ماخذ بند ہو گیا اور ادب میں ابتذال راہ پا گیا۔ دبستان لکھنؤ کے شعرا نے جذبات سے زیادہ الفاظ کی نوک پلک سنوارنے اور زبان میں لطافت پیدا کرنے پر زور دیا ہے۔ ان کے یہاں معاملہ بندی اور مبالغہ آرائی زیادہ نظر آتی ہے۔

(1x5=5)

جواب نمبر 12۔

- | | | |
|-------|-----|------------------------|
| (i) | (c) | مولانا الطاف حسین حالی |
| (ii) | (b) | ڈاکٹر جان گلکرسٹ |
| (iii) | (c) | منشی پریم چندر |
| (iv) | (b) | ن۔م۔راشد |
| (v) | (d) | احتشام حسین |

Section C (حصہ ج)

(2x5=10)

جواب نمبر 13۔

- (i) ردیف۔ سے ہم
- قافیہ۔ بتاں اور آسمان
- (ii) اول اور آخر۔
- (iii) جب شاعر کلام میں اپنی تعریف کرے۔
- (iv) استعارہ۔ مثال: اک تیر لگا چشم پہ اور سنیے پہ بھالا -- بند آنکھیں ہوئیں منہ سے لہو شیر نے ڈالا۔
- (v) صنعت تلمیح۔
- (vi) مراعات النظیر۔ مثال: پتہ پتہ بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے - جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے۔
- (vii) تشبیہ۔
- (viii) مقطع۔